

□□ ستمبر □□□□ء کو نیویارک میں ہونے والے ایک حادثہ نے، جس کے ذمہ دار افراد کا تعین یقین کے ساتھ آج تک نہیں کیا جا سکا، اچانک مغرب □ مشرق میں سوچنے کے انداز، تصوراتی خاکے (images) اور اندرونی □ بیرونی حکمت عملی پر غیر معمولی گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ اسلام اور مسلمان جو تقریباً نصف صدی کے خاموش عمل کے نتیجے میں یورپ □ امریکہ □ میں ایک نمایاں تعمیری اور معتبر مقام حاصل کر چکے تھے، اچانک شبہ □ کی نگاہ □ سے دیکھے جانے لگے۔

دوسری جانب مسلمانوں کا مغرب کے بارے میں یہ □ تاثر کہ □ وہاں وسعت فکر، رواداری، برداشت، قبولیت، معروضیت کا فرد کسی اور ہونے لگا ثابت بنے بنیاد پر طور عملی، بے جانا کیا اختیار رویہ □ منصفانہ □ پر بنیاد کی صلاحیت اور (objectivity) محض مسلمان ہونا اس کے مشتبہ □ اور ممکن □ دہشت گرد ہونے کے لیے کافی سمجھا جانے لگا۔ حتیٰ کہ □ خود مسلم ممالک میں جو شخص اپنی وضع قطع کے لحاظ سے قرآن □ سنت سے قریب نظر آیا اسے اتنی ہی مشتبہ □ نگاہ □ سے دیکھا جانے لگا۔ ایک دوسرے کے بارے میں تصوراتی خاکے (images) کی اس تبدیلی کے نتیجے □ میں بین الاقوامی سطح پر جو عدم اعتماد اور شک کی فضاء پیدا ہوئی ہے اگر اسے یوں ہی جاری رہنے دیا گیا تو یہ □ مزید بے شمار خطرات کے پیدا ہونے کا باعث بنے گا اور اگر حالات کی اصلاح خلوص نیت کے ساتھ □ کی گئی تو □ ٹکراؤ، جس کی پیش گوئی سیموئیل ہنٹنگٹن نے کی تھی، اور جس کا آغاز دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ سے ہو چکا ہے، مزید خطرناک صورت اختیار کر جائے گا۔

اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے مغرب نے ایک حکمت عملی وضع کرنے کے بعد اس پر عمل بھی شروع کر دیا ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ □ مسلم دانشور اور ارباب حل □ عقد (اگر □ کہیں پائے جاتے ہیں) اس جانب سے بڑی حد تک مستغنی نظر آتے ہیں۔ مغرب کی حکمت عملی دیوار کی تحریر کی طرح واضح ہے۔ امریکی سینیٹ کی 'گیارہ □ ستمبر' پر مقرر کردہ □ کمیٹی نے اپنی □ سفارشات میں سے □ سفارشات میں جس حکمت عملی کی طرف اشارہ □ کیا ہے اس کا محور تعلیمی اور ابلاغی ذرائع سے امت مسلمہ □ کے ذہن، بلکہ □ روح کو تبدیل کرنا ہے۔ جو کام برطانوی سامراج کے ہر کارے لارڈ میکالے نے سیکولر اور غلامانہ □ نظام تعلیم کے نفاذ سے برصغیر میں حاصل کرنا چاہا تھا اور جس کے نتیجے میں اس خط □ میں ایک پوری نسل ایسے تعلیم یافتہ □ افراد کی پیدا ہوئی جو شکل □ صورت میں اپنے ہم وطنوں کی طرح تھے لیکن اپنی فکر اور رہن سہن میں "گورے صاحب" کا ایک چربہ □ تھے، بالکل اسی نہج پر ایک □ رامن ذہنی □ روحانی انقلاب لانے کا منصوبہ □ امریکی فکری اور تحقیقی اداروں کی تجویز پر بنایا گیا ہے۔

مناسب ہو گا کہ □ اس پس منظر میں تین ایسی دستاویزات کا ذکر کر دیا جائے جو اس دید □ دلیرانہ □ منصوبہ □ کی تفصیلات فراہم کرتی ہیں۔ یہ □ مطبوعہ □ معلومات کسی بھی صاحب علم سے چھپی ہوئی نہیں ہیں □ انہیں کوئی خفیہ □ سازش کہہ □ کر ٹال دیا جائے بلکہ □ یہ □ مطبوعہ □ شکل میں اور آگہی □ معلومات کی شکل میں انٹرنیٹ پر بھی پائی جاتی ہیں۔

پہلی تحریر کا عنوان ہے: **Strategies and Resources, Partners: Islam Democratic Civil** جسے Cheryl (Think Tank) خانے دانش کے مشہور امریکہ □، ہیں بھی اہلیہ □ کی زاد زلمے خلیل برائے افغانستان سفیر امریکی جو، نے Benard **Changing Minds Winning Peace: A New Strategic Direction for U.S Public Diplomacy in the Arab and Muslim World** ہے عنوان کا دستاویز دوسری ہے۔ کیا کے لیے تحریر RAND ایوان اسے امریکی اور **Strategic Direction for U.S Public Diplomacy in the Arab and Muslim World** نمائندگان کے لیے ایک مشاورتی حلقے نے تیار کیا ہے، جس کے سربراہ □ Dejerjian .P Edward ہیں۔ تیسری تحریر گو مختصر ہے لیکن اہم ہے، اسے بروکننگ انسٹی ٹیوٹ کے رکن □ Cohen Philip Stephen نے تحریر کیا ہے اور اس کا عنوان **The Nation and the State of Pakistan** ہے۔ اسے □ The Washington Quarterly میں شائع کیا گیا ہے۔ کوہن نے اپنے مقالہ □ میں حالات کے تجزیہ □ کے بعد امریکہ □ کو یہ □ مشور □ دیا ہے کہ □ انفرادی حیثیت میں فوجی حکمرانوں سے قریبی تعلقات سے آگے بڑھ کر اسے تعلیمی اداروں اور تعلیمی مواد پر توجہ □ دینی ہو گی (صفحہ □ □ □ □)۔ دی کے لیے تجاویز نو تشکیل کی عملی حکمت الاقوامی بین کے بعد جائز □ میں تفصیلی **Changing Minds Winning Peace** گئی ہیں۔ ان میں ایک اہم تجویز یہ بھی ہے کہ □ تعلیم □ تعلم سے وابستہ □ افراد، صحافیوں اور دیگر افراد کو امریکہ □ بلا کر مہمان داری اور علمی نشستوں کے ذریعہ □ ان پر اثر انداز ہوا جائے اور امریکی اقدار □ ثقافت کو تعلیم اور تعلیمی وظائف کے ذریعہ □ مسلمانوں کے دل □ دماغ میں اتار دیا جائے۔

تینوں تحریرات میں وضاحت اور بے تکلفی کے ساتھ مسلمانوں کو چار بڑے گروہوں: روایت پرست، بنیاد پرست، سیکولر اور جدیدیت پسند میں تقسیم کر کے ان کے الگ الگ تصور اسلام کا تجزیہ □ کر کے جو حکمت عملی تجویز کی گئی ہے اس میں سیکولر افراد کی حمایت، انہیں وسائل فراہم کرنے اور انہیں بطور نجات دہندہ □ project کرنے کا مشور □ دیا گیا ہے۔ اس میں بھی اس احتیاط کا تقاضا کیا گیا ہے کہ □ ہر فرد کی قدر و قیمت کے لحاظ سے اس کی حمایت کی جائے اور وسائل دیے جائیں۔ ساتھ ہی بعض روایت پرست گروہوں کو بھی اس غرض اور نیت کے ساتھ حمایت فراہم کی جائے □ و □ بنیاد پرستوں کا قلع قمع کر سکیں۔ اس سلسلہ □ میں ایسے افراد کا پتہ □ لگانا اور انہیں جدید ذرائع کے استعمال سے مدد دینے کا مشور □ بھی دیا گیا ہے تاکہ □ و □ زیادہ □ سے زیادہ □ افراد تک اسلام کی بے ضرر □ سی تعبیر، جس سے مغرب کو کوئی خطر □ نہ □ ہو، پہنچا سکیں۔ مثلاً □ Web کے ذریعہ □ و □ اپنے خیالات سوالات □ جوابات کی شکل میں دیں اور ایک جدید اسلام، جدید فقہ □ اور جدید فکر وجود میں آجائے۔

ایک اہم مشورہ ہے دیا گیا ہے کہ جدیدیت پسند حضرات سے نصابی کتب لکھوائی جائیں اور ان کتب کو اخراجات میں حصہ بٹاتے ہوئے ارازاں قیمت پر طلباء کو فراہم کیا جائے۔ جس طرح سابق سو ویت یونین نے ساٹھ کے عشرے میں کمیونسٹ فکر کو عالمی پیمانہ پر مختلف زبانوں میں کتابوں، رسائل اور علمی کتب کی اشاعت، کثیر کے ذریعہ اپنے مقاصد حاصل کرنے چاہے تھے، بالکل اسی طرز پر تجویز کیا گیا ہے کہ جدید اسلام کو جو مغرب کے لیے قابل قبول ہو، عوام الناس تک لے جایا جائے۔ اس "نیک کام" میں تعلیمی اداروں اور تعلیمی مواد کو بنیادی اہمیت دی جائے۔

پاکستان میں اس وقت جو لوگ اقتدار پر مسلط ہیں وہ اس پس منظر میں اپنے نام نہاد Moderation Enlightend کے دعوے کی بنا پر امریکی مفادات کے بہترین محافظوں کا کردار ادا کر سکتے ہیں اور اسی بنا پر امریکہ کی حکمت عملی کو مختلف عنوانوں سے پاکستان میں نافذ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ماڈل دینی مدارس کا تصور، مدارس دینیہ کے طلبہ اور سائنسی اختیار ادارہ کا قیام، مدارس میں کمپیوٹر کے علاوہ ایسے مضامین کی تدریس جن سے دینی مدارس کے طلبہ طبعی اور سائنسی علوم سے آگاہ ہو سکیں اور اس طرح ان میں جدیدیت کا رجحان پیدا ہو سکے، جیسے اقدامات ان کوششوں کا حصہ ہیں۔ گویا شاہین بچوں کو ممولے بنانے کے لیے ایسے ماحول اور ایسی غذا سے ان کی پرورش کی جائے کہ ان میں خواہش پرواز اور جراثیم پرواز ختم ہو جائے۔ اس کے بعد اگر وہ پرواز کرنا چاہیں تو شوق سے کر لیں۔ ظاہر ہے پرکٹے کے بعد ان کی پرواز وہیں تک ہو گی جہاں تک گرگس کا جہاں پایا جاتا ہے یا جس حد تک ان کا صے اد اجازت دیتا ہے۔

ماضی میں برطانوی سامراج نے بالکل اسی حکمت عملی کو اختیار کر کے لادینی تعلیمی نظام کے ذریعہ اپنے مفادات کا تحفظ کیا تھا اور برصغیر کے مسلمانوں کو "روشن خیال اور مہذب" بنانے کے لیے مغربی اقدار حیات کو اس خطے میں متعارف کرایا تھا۔ تعلیم کے اس غیر محسوس طور پر ذہنوں کو تبدیل کرنے کے عمل پر اکبر اللہ آبادی نے بہت صحیح کہا تھا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ سنجیدگی کے ساتھ مسلم ممالک اور خصوصاً پاکستان کے حوالے سے ایک جامع تعلیمی حکمت عملی کے ذریعہ دانشوروں اور تعلیم یافتہ طبقہ کو اپنی فکر اور تہذیب کے رنگ میں رنگنا چاہتا ہے۔ اس غرض کے لیے ایک شکل تو یہ ہو سکتی تھی کہ امریکہ پاکستان یا ایسے ممالک سے جہاں احیائے اسلام کی تحریکات پائی جاتی ہیں، ایک اچھی تعداد میں نوجوانوں کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنا اور یہ نوجوان امریکہ جا کر وہاں کے ماحول میں گھل مل جاتے اور اگر اپنے ملک واپس آ بھی جاتے تو امریکہ کے سفراء کی حیثیت سے۔ لیکن اس میں ایک بے خدشہ ضرور رہتا ہے کہ جو طلباء تعلیم کے بہانے امریکہ میں داخل ہوتے، وہ کسی لمحہ دہشت گرد یا ان کے آلے کار بن سکتے تھے! جبکہ پاکستان یا دیگر ممالک میں امریکہ کی پسند کا نصاب تعلیم رائج کرنے کی شکل میں سانپ بھی مر جاتا ہے اور لٹھی بھی نہیں ٹوٹتی۔ اس حوالے سے جو اصلاحات تجویز کی گئی ہیں ان میں اولاً "روشن خیالی" پیدا کرنے کے لیے مدارس کے نصاب میں سائنسی مضامین کی تعلیم کو لازمی قرار دینے کی قرارداد ہے۔ دوسرا اہم قدم یہ تجویز کیا گیا ہے کہ دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کی جائے تاکہ ان میں سے "بنیاد پرستی" کو ختم کیا جائے اور وہ اپنے مدارس کو "جہاد کی فیکٹریاں" نہ بننے دیں۔ اس کے ساتھ تیسرا کام مدارس کے لیے ایسی جدید کتب کی تالیف و تصنیف ہے جو انہیں "خطرناک" نہ بننے دیں اور صلح پسندی، امن اور خاکساری کی تربیت دیں۔

انٹرنیشنل کرائسٹس گروپ نے اپنی خصوصی تحقیقی رپورٹ میں مدارس کی اصلاح اور شدت پسندی کے خاتمہ کے لیے جو تجاویز دی ہیں ان میں مندرجہ بالا امور کے ساتھ مدارس کے مالی ذرائع و وسائل کی نگرانی، جانچ پڑتال اور ایسے مدارس کی سرپرستی اور انہیں مالی امداد فراہم کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے جو امریکہ دشمنی کے مرتکب نہ ہوں اور یورپی اقوام کی حکمت عملی کی حمایت کرنے پر آمادہ ہوں۔ یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان ایسے مدارس کو جہاں "جہادی" ثقافت کے جراثیم پائے جاتے ہوں، خلاف قانون قرار دے کر بند کر دے۔

تکرار کے ساتھ یہ بات بھی کہی جا رہی ہے کہ مدارس کم عمر نوجوانوں کو جذباتی طور پر ابھار کر "فدائیان اسلام" تیار کر رہے ہیں جو نتائج سے بے پروا ہو کر "خودکش حملوں" کے ارتکاب میں کوئی تکلف محسوس نہیں کرتے۔

یہ انقلابی جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال سے بھی واقفیت رکھتے ہیں حتیٰ کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ چند جمع کرنے اور پیغامات لے جانے میں مہارت رکھتے ہیں۔ ان کا کوئی ایک جغرافیائی وطن نہیں ہے بلکہ یہ دنیا کے کسی بھی خطے میں جہاں ان کی قیادت انہیں حکم دے بلا جھجک چھلانگ لگا کر پہنچ جاتے ہیں۔ اس لیے یہ ایک متحرک خطرہ ہیں اور مدارس ان کی اصل تربیت گاہیں ہیں۔

پندرہ سو سالہ تاریخ پر ایک نظر ڈالی جائے تو دینی مدارس کا اصل میدان مسلمانوں کی علمی و فکری قیادت نظر آتا ہے۔ یہی مدارس تھے جنہوں نے شبلی اور سید سلیمان ندوی جیسے مورخ و عالم، شاہ ولی اللہ جیسے فقیہ، شاہ عبدالحق جیسے محدث اور انور شاہ کشمیری جیسے متکلم پیدا کیے۔

اس شک و شبہ اور مخالفت کے ماحول میں مدارس کا مستقبل کیا ہے؟ کیا نصابی تبدیلی فی الواقع مدارس کے طلباء کو روشن خیال

بنا دے گی؟ کیا سرکاری مدارس □ جامعات، جہاں □ کوئی شیخ الحدیث جہاد کی تعلیم دیتا ہو، □ طلباء کو اسلحہ □ کے استعمال کی تربیت دی جاتی ہو، ایسے افراد پیدا کرنے میں کامیاب ہوں گے جو دین کی مغربی تعبیر □ تفسیر کے ماہر ہوں اور امریکہ □ نواز بھی ہوں یا امریکہ □ کی حالیہ □ خارجہ □ پالیسی اور اس کا مسلمانوں کے ساتھ منفی اور تفریق کرنے والا طرز عمل، ان طلباء کو بھی جو مدارس سے وابستہ □ نہیں رہے، امریکہ □ کی مخالفت پر آمادہ □ کر دے گا؟

جہاں تک مدارس دینیہ □ کے رد عمل کا تعلق ہے، انہیں تین اقسام میں بانٹا جا سکتا ہے۔ پہلے □ مدارس جو امریکہ □ کے عزائم کا پورا علم رکھتے ہیں اور جو مقامی مخیر افراد کے تعاون سے فروغ دین □ علم میں مصروف ہیں، ہم گمان کر سکتے ہیں کہ □ و □ اپنے طرز عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کریں گے۔ □ مدارس جو بیرونی مالی تعاون پر چل رہے تھے اور جن کا مسلکی تعلق بیرون پاکستان بعض معروف مکاتب فکر سے تھا □ اس حکمت عملی سے متاثر بھی ہوں گے اور انہیں اپنی سرگرمیوں کو محدود بھی کرنا ہو گا۔ ایک بہت قلیل تعداد ایسی بھی ہو گی جو اس موقع سے فائدہ □ اٹھاتے ہوئے حکومتی امداد کا خیر مقدم کرے گی اور بعض معاملات میں حکومت کی پالیسی کی حمایت بھی کرے گی ایسے مدارس ہر سیاسی دور میں اپنے موقف پر نظر ثانی کرنے میں کوئی تردد محسوس نہیں کرتے۔ نتیجتاً □ معاشر □ میں ان کا مقام □ نہیں ہوتا جو کلمہ □ حق کے لیے قربانی دینے والوں کا ہوتا ہے۔

حکومت کے زیر سرپرستی جو ماڈل مدارس قائم کیے جائیں گے ان کو مالی وسائل کی تو کوئی کمی □ ہو گی لیکن انہیں اپنی غیر جانبدار حیثیت تسلیم کرانے میں انہیں خاصا وقت لگے گا۔ اگر حسن اتفاق سے انہیں ایسے اساتذہ □ مل گئے جو علمی حیثیت سے اور اللہ □ سے اپنے تعلق میں مثالی ہیں، جب تو □ مدارس کوئی مقام پیدا کریں گے اور □ جس طرح دیگر سرکاری ادارے جوں تو اپنا فرض پورا کرتے ہیں □ بھی طلباء کی ایک محدود تعداد کو اپنے خیال میں □ روشن خیال □ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اگر اصل مسئلہ □ دہشت گردی کا خاتمہ □ ہے تو □ مدارس کے نظام کو تباہ □ کرنے سے حل نہیں ہو گا۔ اس کے اسباب واضح ہیں: امت مسلمہ □ کے ساتھ ظلم □ استحصال کا رویہ □، تحریکات آزادی کے کارکنوں کو اذیتیں دے کر شہید کرنا اور حق خود ارادگی کو پامال کرتے ہوئے کشمیر، فلسطین، چیچنیا اور عراق میں امریکہ □ کی ریاستی دہشت گردی اور جارحیت کا اندھا دھند نفاذ۔ جب تک اس صورت حال کو تبدیل نہیں کیا جائے گا شدت پسندی میں اضافہ □ ہی ہو گا۔

یہ بات پاکستان کے حکمران طبقہ □ کو سمجھ لینی چاہیے کہ اگر سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب سے دینی عنصر کو خارج کیا گیا اور اس کی جگہ □ لادینی تصورات کو متعارف کرایا گیا تو اس طرح جو فکری اور اخلاقی خلاء پیدا ہو گا □ لازماً □ معاشر □ میں شدت پسندی میں اضافہ □ کا باعث بنے گا۔ اسی طرح اگر دینی مدارس کے نصاب میں جہاد، امر بالمعروف، اور اعلائے کلمۃ الحق □ سے متعلق قرآنی آیات □ احادیث کو خارج کر بھی دیا جائے تو مسئلہ □ حل نہیں ہو گا کیونکہ □ قرآن □ سنت سے امت مسلمہ □ کا تعلق صرف دینی مدارس کے طلبہ □ کی حد تک نہیں ہے۔ اس عظیم کتاب کا کم از کم ایک نسخہ □ ہر گھر میں پایا جاتا ہے اور اگر اس کتاب ہدایت کو اس کے صحیح مفہوم □ مدعا کے ساتھ سرکاری، غیر سرکاری اداروں میں □ پڑھایا گیا تو نیم عالم حضرات جس طرح چاہیں گے عوام الناس کو اس کی آیات کے حوالے سے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے رہیں گے۔ اس لیے قرآن کریم کی تمام تعلیمات بشمول جہاد اور اعلائے کلمۃ الحق □ دعوت □ نصیحت کی تدریس ہی مسئلہ □ کا حل کر سکتی ہے۔

یہ □ ایک □ قابل تردید حقیقت ہے کہ □ عربوں کے قبائلی عناد، دشمنی اور عصبیت جاہلیہ □ کا علاج اگر کوئی نسخہ □ کر سکا تو □ صرف قرآن □ سنت کی تعلیمات ہی تھیں۔ آج بھی امت مسلمہ □ کا تعلق قرآن سے جتنا قریب ہو گا اس میں اخوت، محبت، تعاون، امن اور صلح کی صفات اسی قدر زیادہ □ پیدا ہوں گی۔

ملکی مفاد اور سلامتی کے نفاذ کا تقاضا ہے کہ □ صرف دینی مدارس بلکہ □ سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بھی لازمی قرآنی تعلیم کو متعارف کیا جائے تاکہ □ لادینیت، عصبیت اور جاہل قومیت کی جگہ □ ہم ایک بامقصد، باوقار اور متوازن □ عادل معاشر □ کی تعمیر کر سکیں۔ یہی بانی پاکستان قائد اعظم کا تصور □ پاکستان تھا اور اسی مقصد کے لیے علامہ □ اقبال نے اپنی فکر اور شعر کے ایک ایک لفظ کو استعمال کیا تھا۔